

حضرت علی علیہ السلام کے ممتاز اخلاق کے چند نمونے

<"xml encoding="UTF-8?">

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کھجوروں کی دکان سے گزرے ، ایک کنیز کو روتے ہوئے دیکھا تو سوال کیا: تو کیوں روتی ہے؟ کہا: میرے آقا نے مجھے ایک درہم دیکر کھجور خریدنے بھیجا تھا، میں نے اس شخص سے کھجور خریدا اور اپنے آقا کی خدمت میں لے گئی، لیکن اس کو پسند نہیں آئے اور اس نے مجھے واپس کرنے کے لئے بھیجا ہے لیکن یہ شخص واپس نہیں کرتا ہے۔ امام علیہ السلام نے دکان والے سے کہا: اے بندہ خدا! یہ ایک خادمہ ہے اور اس کا کوئی اختیار نہیں ہے، اس کا درہم واپس کردے اور کھجور واپس لے لے، (یہ سن کر) کھجور بیچنے والا اپنی جگہ کھڑا ہوا اور اس نے آپ کو گھونسا مارا۔ لوگوں نے کہا: (یہ تو نے کیا کیا) یہ امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں؟ یہ سنا تو دوکاندار کا سانس پھولنے لگا اور چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اور اس نے کنیز سے کھجور واپس لئے اور اس کو درہم لوٹا دیا اور کہا: یا امیر المؤمنین اور مجھ سے راضی ہو جائیں، حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: اس سے زیادہ اور کون سی چیز مجھے راضی کرسکتی ہے کہ تو نے اپنی اصلاح کر لی ہے؟ ”میں اس صورت میں تجھ سے راضی ہوتا ہوں کہ تو تمام لوگوں کے حقوق کو مکمل طور پر ادا کردے۔ (مناقب، ج ۲، ص ۱۱۲؛ بحار الانوار، ج ۴۱، ص ۴۸، باب ۱۰۴، حدیث ۱)

سبق کیا ملتا ہے؟ کہ غریبوں کے کام میں واسطہ بنیں کہ انکے کام بن جائیں۔ کسی غریب کی مدد میں گھونسا بھی کھایا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ جب برا آدمی اپنی اصلاح کر لے تو پھر اس کی سرزنش نہ کرنا۔ اس نے آپ کے حق میں جو ظلم کئے ہیں اسے فراموش کردے۔ بہترین بخشش حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے لبید بن عطار تمیمی کو گرفتار کرنے کے لئے اپنے کارندوں کو بھیجا، کارندے بنی اسد (کی گلی) سے گزر رہے تھے کہ نعیم بن دجاجہ اسدی اٹھا اور لبید کو کارندوں کے ہاتھوں سے چھڑا دیا (اور وہ بھاگ نکلا) امیر المؤمنین علیہ السلام نے نعیم بن دجاجہ کی گرفتاری کے لئے کارندوں کو بھیجا ، جب وہ لایا گیا تو امام نے اس کی تنبیہ کا حکم دیا۔ اس موقع پر نعیم کہتا ہے: جی ہاں، خدا کی قسم آپ کے ساتھ رہنا خواری اور ذلت ہے اور آپ سے دوری اختیار کرنا کفر ہے!

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے تجھے معاف کردیا، اور خداوند عالم فرماتا ہے: ”اور آپ بُرائی کو اچھائی کے ذریعہ رفع کیجئے۔“

(ادْفَعِ بِالنَّيِّ هِيَ اُحْسَنُ سوره مومنون (۲۳)، آیت ۹۶)

لیکن تیرا یہ کہنا کہ ”آپ کے ساتھ رہنا ذلت ہے“

یہ ایک بُرا کام ہے جس کو تو نے انجام دیا،

لیکن تیرا یہ کہنا کہ ”آپ سے جدائی کفر ہے“

ایک نیکی ہے جس کو تو نے انجام دیا ہے، پس یہ اس کے بدلے میں۔

(اصول کافی، ج ۷، ص ۲۶۸، باب النوادر، حدیث ۴۰؛ مناقب، ج ۲، ص ۱۱۳؛ بحار الانوار، ج ۴۱، ص ۴۹، باب ۱۰۴، حدیث ۱؛

امالی، صدوق، مجلس نمبر ۵۸، حدیث ۶)

سبق کیا ملتا ہے؟ جب کوئی مومن برا کام کرے اور مستحق تنبیہ ہو تو اس کے

جو اچھے کام ہیں انکی خاطر اسے معاف کردو۔

بیوی کی غلطیاں، اس کی اچھائیوں کے مقابلے میں معاف کردیں۔

ہمیشہ برائی کا جواب اچھائی سے دو۔

لوگ جب غلطی کریں تو انکی تمام اچھائیوں کو فراموش نہ کرو۔

بلکہ عین اس وقت جب وہ برے کام کرچکے تو انکے اچھے کاموں کو یاد کریں

اور قابل معاف غلطیوں کو معاف کریں۔

اوج ایثار امیر المؤمنین علیہ السلام کسی کام سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے

ایک اعرابی کو دیکھا۔ خانہ کعبہ کے پردے میں لٹکا ہوا کہہ رہا ہے:

اے گھر کے مالک! گھر تیرا گھر ہے، اور مہمان تیرا مہمان ہے،

میزبان اپنے مہمان کی خاطر داری کے لئے کچھ سامان مہیا کرتا ہے،

آج میری مہمانداری میں میرے گناہوں کی بخشش فرمادے!

امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

کیا تم اس اعرابی کی باتوں کو نہیں سن رہے ہو؟

انہوں نے کہا: کیوں نہیں، خداوند عالم کریم ہے کہ

اس کا مہمان اس کی بارگاہ سے خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹے گا۔

دوسری رات ہوئی اس کو اسی رکن میں لٹکا ہوا دیکھا جو کہہ رہا تھا:

، تجھے تیری عزت کا واسطہ ! مجھے اپنی عزت کے ذریعہ عزیز بنا دے ۔

جس کو کوئی نہیں جانتا کہ وہ عزت کیا ہے! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں بحق

محمد و آل محمد، مجھے وہ چیز عطا کرجسے تیرے علاوہ کوئی عطا نہیں کرسکتا، اور مجھ سے اس چیز کو دور

کردے جسے تیرے علاوہ کوئی دور نہیں کرسکتا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

خدا کی قسم! یہ جملے خدا کے عظیم نام ہیں جو سریانی زبان میں ہیں۔

میرے حبیب رسول خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اس رات

اس عرب نے اللہ سے بہشت کی درخواست کی اور اللہ نے اس کو عطا کر دی اور آتش دوزخ سے نجات چاہی اور اس کو اس سے نجات مل گئی تیسری رات ہوئی تو اس کو اسی رکن میں لٹکا ہوا دیکھا جو کہہ رہے ہے: اے خدا جس کو کوئی جگہ احاطہ نہیں کر سکتی

اور کوئی بھی جگہ اس سے خالی نہیں،

وہ کیفیت نہیں رکھتا، اس عرب کو چار ہزار روزی عطا فرما

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: اے عرب! تو نے

خداوند عالم کی مہمان نوازی چاہی، تیری مہمان نوازی کر دی،

جنت کی درخواست کی، تجھے عطا کر دی،

آتش جہنم سے نجات چاہی تجھے نجات مل گئی،

آج اس سے چار ہزار کی درخواست کرتا ہے؟

عرب نے کہا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں علی بن ابی طالب ہوں، عرب نے کہا:

خدا کی قسم! آپ ہی میرے مطلوب و مقصود ہیں

آپ کے ہاتھوں میری حاجت روائی ہوگی،

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے اعرابی! سوال کر، اس عرب نے کہا: ایک ہزار درہم، مہر کے لئے چاہتا ہوں، ایک

ہزار درہم اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے، ایک ہزار درہم، مکان خریدنے کے لئے اور ایک ہزار درہم اپنے زندگی

کے خرچ کے لئے،

امام علی علیہ السلام نے فرمایا: اے عرب! تو نے اپنی درخواست میں

انصاف سے کام لیا ہے، جب مکہ سے روانہ ہو تو مدینہ رسول میں آنا

اور وہاں ہمارا مکان معلوم کر کے آجانا۔

عرب ایک ہفتہ تک مکہ میں رہا اور پھر حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی تلاش میں مدینہ منورہ آیا، اور

لوگوں سے سوال کیا:

کون ہے جو مجھے ہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے مکان کا راستہ بتائے،

بچوں کے درمیان حضرت حسین بن علی علیہ السلام نے جواب دیا:

میں تجھے امیر المؤمنین علیہ السلام کے مکان پر لے جاتا ہوں،

میں ان کا فرزند حسین بن علی ہوں، عرب نے کہا: بہت اچھا،

آپ کے والد کون ہیں؟ فرمایا: امیر المؤمنین علی بن ابی طالب،

سوال کیا: آپ کی والدہ گرامی کون ہیں؟

آپ نے فرمایا: فاطمہ زہرا سیدۃ النساء العالمین،

اس نے کہا: آپ کے جد کون ہیں؟

آپ نے فرمایا: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب،

اس نے کہا: آپ کی جدہ کون ہیں؟

آپ نے فرمایا: خدیجہ بن خویلد،

اس نے کہا: تمہارے بھائی کون ہیں؟

آپ نے فرمایا: ابو محمد حسن بن علیؑ

عرب نے کہا: تم نے پوری دنیا کو حاصل کر لیا ہے!

جاؤ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے پاس جاؤ اور ان سے کہو:
جس اعرابی کی آپ نے مکہ میں حاجت پوری کرنے کی ضمانت دی تھی
وہ آپ کے دروازہ پر کھڑا ہے۔

امام حسین علیہ السلام بیت الشرف میں داخل ہوئے اور فرمایا
بابا وہ اعرابی جس کو آپ نے مکہ میں وعدہ کیا تھا وہ دروازہ پر کھڑا ہے۔

امیر المؤمنینؑ نے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا:

کیا کچھ کھانا موجود ہے جو اس اعرابی کو کھلا دیا جائے؟

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا: نہیں، (کچھ بھی نہیں ہے)

علی علیہ السلام نے اپنا لباس زیب تن کیا اور بیت الشرف سے باہر آئے

اور فرمایا: ابو عبد اللہ سلمان فارسی کو بلاؤ۔

سلمان آگئے تو ان سے فرمایا: اے ابو عبد اللہ!

پیغمبر اکرمؐ نے ہمارے لئے جو باغ لگایا ہے اس کو فروخت کر ڈالو۔

سلمان بازار گئے اور اس باغ کو بارہ ہزار درہم میں فروخت کر دیا،

امیر المؤمنین علیہ السلام نے اعرابی کو دینے کے لئے پیسہ تیار کیا،

اور چار ہزار درہم اس کی ضرورت کے برطرف کرنے کے لئے اور

چالیس درہم اس کے خرچ کے لئے ادا کئے۔

علی علیہ السلام کی عطا و بخشش کی خبر مدینہ کے غریبوں تک پہنچی،

وہ بھی حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے پاس جمع ہو گئے۔

حضرت علی علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور درہموں کو اپنے سامنے رکھا ہوا تھا، یہاں تک کہ آپ کے اصحاب

بھی جمع ہو گئے

اور ایک ایک مٹھی بھر کر غریبوں کو دیتے رہے

یہاں تک کہ ایک درہم بھی باقی نہیں بچا

(امالی، صدوق، ص ۴۶۷، مجلس ۷۱، حدیث ۱۰؛ روضة الواعظین، ج ۱، ص ۱۲۴؛ بحار الانوار، ج ۴۱، ص ۴۴، باب ۱۰۳،

حدیث ۱)

علی کی پیروی کرو: اللہ کی راہ میں کچھ دیا کرو۔

علیؑ کی پیروی یہ ہے کہ اللہ کے مہمان کو اپنا مہمان جانو۔

اور اللہ کے مہمانوں کی عزت کرو۔

جب مہمان نوازی کی جارہی ہو تو غریبوں کو فراموش نہ کرنا۔

علیؑ کی طرح غریب نوازی کیا کرو۔

اگر چہ کچھ بیچنا ہی کیوں نہ پڑے مہمان کو خالی ہاتھ نہ لوٹا۔

کریمانہ بخشش جنگ جمل کے خاتمہ کے بعد طلحہ کے بیٹے (موسیٰ بن طلحہ) کو حضرت امیر المؤمنین علیہ

السلام کی خدمت میں لایا گیا،
 امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا:
 تین بار کہو: ”اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوبُ اِلَيْهِ“، اور پھر اس کو آزاد کر دیا
 اور فرمایا: جہاں جانا چاہو چلے جاؤ، اور لشکر گاہ میں اسلحہ، سواری اور جو چیزیں تمہیں مل جائیں ان کو لے
 لو، اور اپنی مستقبل کی زندگی میں خدا کا پاس و لحاظ رکھو اور گھر میں رہو۔
 (بحار ج ۴۱، ص ۵۰، باب ۱۰۴، حدیث ۲)

علیؑ کی پیروی یہ ہے کہ کریمانہ بخشش رکھتا ہو۔
 دشمن کے بیٹے کو باپ کی دشمنی کی بنا پر زیادتی کا نشانہ نہ بنا یا جائے۔
 دشمن کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو جب توبہ کریں تو اسے بخش دیا جائے
 اچھی بخشش یہ ہے کہ اسے اسباب و سامان کے ساتھ بخش دیا جائے۔
 یتیموں پر والہانہ توجہ امیر المؤمنین علیہ السلام ملک اور عوام کے حالات سے باخبر تھے
 مخصوصاً یتیموں، بیواؤں، غریبوں سے غافل نہیں ہوتے تھے،
 لیکن کبھی اپنی حکومت کے کارندوں اور امت اسلامیہ کو سبق دینے کے لئے
 ایک عام انسان کی طرح کام کیا کرتے تھے۔
 ایک روز آپ نے دیکھا کہ ایک عورت شانوں پر پانی کی مشک رکھے جا رہی ہے،
 آپ نے اس سے مشک لی اور اس کے گھرتک پہنچا دی،
 اور پھر اس عورت کے حالات دریافت کئے،
 اس عورت نے کہا: علیؑ نے میرے شوہر کو کسی سرحد پر بھیجا
 جو وہاں قتل ہو گیا، اب میرے یتیم بچے ہیں
 اور ان کے خرچ کے لئے بھی میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے،
 اس لیے خود ہی کام کرنے پر مجبور ہوں۔
 امیر المؤمنین علیہ السلام اپنے بیت الشرف پلٹ آئے اور پوری رات پریشانی اور بے چینی کے عالم میں گزاری،
 جب صبح نمودار ہوئی، آپ نے کھانے پینے کا کچھ سامان لیا
 اور اس کے گھر کی طرف روانہ ہوئے،
 آپ کے بعض اصحاب نے کہا: لائے یہ بوجھ ہمیں دیدیجئے تاکہ
 ہم اس کے گھر تک پہنچا دیں، تو امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا
 قیامت کے دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟
 اس عورت کے گھر کے دروازے پر پہنچے، اور دق الباب کیا،
 اس عورت نے سوال کیا: کون ہے جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہے؟
 امام علیہ السلام نے فرمایا: میں وہی بندہ ہوں
 جس نے کل تمہاری پانی کی مشک تمہارے گھر تک پہنچائی تھی،
 دروازہ کھولو کہ میں بچوں کے لئے کھانے پینے کا سامان لایا ہوں،
 عورت نے کہا: خدا تم سے خوش ہو،

اور میرے اور علی کے درمیان فیصلہ کرے علی مکان میں وارد ہوئے اور فرمایا:
میں تمہاری مدد کر کے ثواب الہی حاصل کرنا چاہتا ہوں ، روٹی بنانے اور بچوں کو بہلانے میں سے ایک کام میرے
حوالہ کردو،

عورت نے کہا: میں روٹیاں بنا سکتی ہوں، لہذا آپ بچوں کو بہلائیں،
عورت نے آٹے کی روٹی بنانا شروع کی اور علیؑ اور گوشت اور خرما بچوں کو کھلانے لگے، جب بچے لقمہ کھاتے
توامیر المؤمنینؑ بچوں سے فرماتے :
میرے بیٹو! علی کی وجہ سے تم پر جو مصیبت پڑی ہے، ان کو معاف کردینا!

جب آٹا گندھ گیا تو عورت نے کہا: اے بندہ خدا! تنور روشن کرو،
علی علیہ السلام تنور کی طرف گئے اور اس کو روشن کیا،
اور جب تنور سے شعلہ نکلنے لگے تو اپنے چہرے کو اس کے نزدیک لے گئے
تاکہ حرارت چہرے تک پہنچے، اور فرماتے تھے
اے علی! بیواؤں اور یتیم بچوں کے حق سے غافل ہونے کی سزا آگ کی حرارت ہے۔
ناگہاں (پڑوس کی) ایک عورت آئی اور اس نے علیؑ کو پہچان لیا
اور بچوں کی ماں سے کہا: وائے ہو تجھ پر یہ امیر المؤمنینؑ ہیں
یہ سن کر وہ عورت آپ کی طرف دوڑی اور وہ مسلسل کہتی جاتی تھی:
یا امیر المؤمنین ! میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں!
امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا:
اے کنیز خدا! میں تجھ سے زیادہ شرمندہ ہوں کہ تیرے حق میں کوتاہی کی ہے۔
(مناقب، ج ۲، ص ۱۱۵؛ بحار الانوار، ج ۴۱، ص ۵۱، باب ۱۰۴، حدیث ۲۔)
شیعہ علیؑ - علیؑ کی پیروی کریں۔ معاشرے کے بیواؤں ، یتیموں اور محتاجوں کا خیال رکھیں۔
انکے کھانے پینے کا خیال رکھیں۔ انکی عزت کا خیال رکھیں۔
انکے حق کوتاہی کی ہو تو ان سے معافی چاہیں۔
علیؑ والے علیؑ کی طرح یتیموں کے منہ میں روٹی دینے والے ہوں گے ۔
نہ کہ یتیموں کے لقمے چھیننے والے
علیؑ والے ۔ بیواؤں کی مدد کرنے والے
انکی دوش سے بوجھ اٹھانے والے ہونگے
نہ کہ انکے جائداد پہ ہاتھ صاف کرنے
اور نگاہ طمع تیز کرنے والے ۔

ہم علیؑ والے ہیں تو آئیں علیؑ کے
ہم قدم ہو جائیں ۔ ہم راہ ہو جائیں ۔
ہم دم ہو جائیں ۔ ہم نفس ہوا جائیں۔
ہم آواز ہو جائیں ۔ ہم رنگ ہو جائیں۔

هم سخن هو جائیں ۔ هم سو هو جائیں۔
هم قدم هو جائیں ۔ هم بزم هو جائیں ۔
هم درد هو جائیں۔ هم دوش هو جائیں۔
هم زبان هو جائیں۔ هم ساز هو جائیں۔
هم سفر هو جائیں۔ هم نوا هو جائیں۔
ورنه شيعه نهين كهلا سكتے ۔